احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کیلئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

CPL 61

213029

جمعرات 26- اگست 1999ء - 13 جمادی الاول 1420ہجری - 26 ظہور 1378ہش جلد 49-84 نمبر 192

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مثالی محبت

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہر مومن سے میرا تعلق اتنا قریبی ہے کہ اتنا تعلق اسے اپنی جان سے بھی نہ ہوگا (گویا میں اور مومن یک جان دو قالب کی حیثیت رکھتے ہیں)۔

(صحیح مسلم کتاب الجمعہ باب تخفیف الصلوۃ

جلسہ سالانہ برطانیہ 1999ء کے تیسرے دن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا اختتامی خطاب یکم اگست 1999ء

پاگل پن کی حالت میں ضمیر کی سچائی بے اختیار بول اٹھی

"سارا وقت میں حضرت مسیح موعود کا چہرہ دیکھتا رہا۔ یہ شخص صادق ہے"

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب

حضرت مولوی نورالدین صاحب کو ساتھ شامل کرنے کے لئے حضور سیر میں دو تین بار واپس پلٹتے رہے

جلسہ سالانہ برطانیہ 1999ء کے آخری دن کی حاضری 21 ہزار سے زائد رہی

خواتین کی مارکی میں پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپا کر رکھ دینے والا ارشاد

(خطاب کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

قسط پنجم آخری

حضرت میاں روشن دین صاحب

چندر کے منگولے

1902ء میں بیعت کی اور اس کے بعد جلد مستقل طور پر قادیان آ گئے۔

ایک دفعہ ایک صاحب ثروت شخص کم وبیش ایک سو روپیہ لے کر حاضر ہوا۔ اور حضور کی خدمت میں نذر پیش کی۔ مگر حضور کی توجہ اس طرف نہ ہوئی۔ نذرانہ قبول نہ فرمایا۔ ایک غریب آدمی ایک روپیہ اور گڑ کی ایک روڑی اور کھدر کا کپڑا نذرانہ لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے قبول فرما لیا۔ اور اپنی چادر میں رکھ کر لے گئے۔

حضرت سید محبوب عالم صاحب

ابن سید تبارک حسین صاحب

حضور ایدہ اللہ نے ان کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا یہ حضور کے وصال کے وقت اسی کمرہ میں موجود تھے۔ خلافت اولیٰ کے انتخاب کے وقت چارپائی پر حضرت خلیفہ اول کے ساتھ بیٹھنے کا شرف حاصل کیا۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خاندان کا شجرہ حضرت امام حسین تک جاتا ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ 1902ء میں میں پڑھنے کے لئے پٹنہ شہر آیا۔ وہاں سنا کہ پنجاب میں کوئی بڑا عالم ہے۔ عیسائی سے اس نے دعا کا مقابلہ کیا

عیسائی مر گیا۔ اب کوئی مقابلہ پر نہیں آتا۔ بغیر تمام کیفیت جانے مجھے حضرت مسیح موعود سے محبت ہو گئی۔ ایک دن پٹنہ شہر میں دو شخص یہ کہتے ہوئے میرے بھائی صاحب کے پاس سے گذرے کہ پنجاب میں کسی نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بھائی صاحب نے سوچا شاید سٹیشن ماسٹر کو علم ہو۔ ان کا اندازہ درست نکلا۔ انہوں نے حضرت صاحب کو خط لکھا کہ اپنی تصانیف بھجوا دیں۔ مولوی عبدالکریم صاحب کتابیں بھجواتے رہے بھائی صاحب پڑھ کر واپس کرتے رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد بیعت بھی کر لی۔ میں نے بھی کچھ عرصہ بعد کتب پڑھیں اور بیعت کر لی۔ پھر قادیان آنے کا شوق بلکہ جنون پیدا ہو گیا۔ میں بیماری سے کمزور اور ضعیف تھا۔ دو چار میل تو کیا ایک میل بھی چلنے کی سکت نہ تھی۔ لیکن دل میں اللہ نے جوش ڈال دیا اور میں پیدل چلنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اس وقت میں پٹنہ میں تھا۔ والدہ سے ملنے کا خیال آیا مگر سوچا کہ والدہ کہیں روک نہ لیں۔ چلتے وقت حضور کو خط لکھا کہ میں آ رہا ہوں۔ کمزور بہت ہوں دعا کریں۔ 50-60 میل کا سفر ریل میں کیا تا کہ اگر کمزوری کا خیال آئے تو واپس نہ آ جاؤں۔ پھر پیدل سفر شروع کیا۔ 30-30 میل روزانہ پیدل چلتا۔ جہاں رات ہوتی ٹھہر جاتا۔ پاؤں زخمی ہو گئے۔ جب رات بسر کرنے ٹھہرتا تو پاؤں شدت درد سے ہلا نہ سکتا۔ صبح کی نماز کے بعد چلنے کے لئے پاؤں ہلاتا تو ہلتے نہ تھے۔ ابتداء میں آہستہ آہستہ چلتا رہا۔ پاؤں چھالوں سے پر ہو گئے۔ چمڑا اتر گیا۔ کبھی ریل کی پٹڑی پر چلتا کبھی سڑک پر۔ جنگل میں ہزاروں بندر اور سیاہ منہ والے خوفناک لنگور ملتے۔ علی گڑھ شہر سے گذرا۔ چلتے چلتے دیکھا دائیں طرف کچھ فاصلے پر کالج کی عمارت تھی۔ دہلی شہر سے گذرا مگر ایک منٹ نہ ٹھہرا۔ زخمی پاؤں سے قادیان تک پہنچا۔ مہمان خانے گیا۔ حافظ حامد علی صاحب نے دودھ دیا۔ میرے پاس پیسے نہ تھے واپس کرنا چاہا۔ انہوں نے واضح کیا کہ یہاں پیسے نہیں لیتے۔ اس روز کسی کو سوائے میرے دودھ نہ ملا تھا۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ان کے پاؤں دبا دیں۔ حضرت خلیفہ اول نے زخموں کا علاج کیا۔ اور حافظ روشن علی صاحب کو تعلیم کے لئے مقرر کر دیا گیا۔

حضرت میاں محمد ابراہیم

1903ء میں بیعت کی۔ 1904ء میں زیارت کی بیت مبارک میں حضرت مسیح موعود کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ باقی حاضرین نے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر رابطہ قائم کیا۔ وہ وقت بھی آنے والا ہے کہ لوگ پگڑیاں کھول کر بیعت کریں گے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

حضرت مستری خدا بخش صاحب

عرف مومن جی ابن

مستری کریم بخش صاحب

○ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے رجسٹر روایات (رفقاء) میں سے رفقاء کے واقعات کے حوالے سے سیرۃ حضرت مسیح موعود کا مضمون بیان کرتے ہوئے حضرت مستری خدا بخش صاحب عرف مومن جی کا ذکر فرمایا۔ انہوں نے 1903ء میں حضرت مسیح موعود کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور 1904ء میں بیعت کی۔ مکرم پروفیسر عبدالشکور اسلم صاحب ٹی آئی کالج اور ایچی سن کالج لاہور، اور مکرم عبدالوہاب صاحب پی سی ایس ان کے صاحبزادے ہیں۔

بیان کرتے ہیں کہ پٹیالے میں جس محلّہ میں میں رہتا تھا وہاں ایک مولوی کرامت تھا جو ظاہراً نیک تھا مگر اندرون سے حضرت مسیح موعود کا سخت دشمن تھا۔ جھوٹے حوالے دے کر حضور کو بدنام کرتا تھا۔ میں نے حضور کو خط لکھا اور اس مولوی کا ذکر کیا۔ حضور نے کتاب انجام آتھم بھجوائی اور فرمایا کہ یہ چند سطریں مباہلہ والی اسے سنا دیں ورنہ کتاب ہی دے دیں میں یہ کتاب لے کر گیا اس کو متعلقہ حصہ سنانے کی کوشش کی مگر اس نے نہ سنا۔ مجبوراً کتاب دے کر چلا آیا۔ ایک ماہ بعد وہ شخص پاگل ہو گیا۔ الف ننگا پھرا کرتا تھا۔ گلیوں کی نالیوں کا پانی پیتا تھا۔ آخرکار گھر والوں نے اسے سنگلوں سے جکڑ کر رکھ دیا۔ ایک دن میں اسے دیکھنے گیا۔ مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا

اوئے مرزائی۔ تو نے مجھے پاگل تو کروا دیا ہے اب بھی مجھے نہیں چھوڑتا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ اس کے ضمیر کی آواز تھی جو پاگل پن کے باوجود بھی سچائی سے بلند ہوئی۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ابن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت چوہدری نصراللہ خان صاحب

1904ء میں حضرت مسیح موعود کی زیارت کی اور بیعت کی۔ دستی بیعت کا شرف 1907ء میں حاصل کیا۔ عالمی شہرت کے حامل تھے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر اور ہیگ کی عالمی عدالت انصاف کے سربراہ رہے۔ شروع ستمبر 1904ء میں ان کے والد ان کو لاہور لے گئے۔ آپ کی عمر اس وقت ساڑھے گیارہ سال تھی۔ میلا رام کے منڈوے میں حضرت مسیح موعود کا لیکچر تھا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ مجھے کرسی کے پاس ہی جگہ مل گئی۔ سارا وقت میں حضور کا چہرہ مبارک ہی دیکھتا رہا۔ میری طبیعت پر اثر یہ تھا کہ یہ شخص صادق ہے۔ میں اس وقت بچہ ہی تھا لیکن کبھی ساری عمر مجھے احمدیت کی صداقت کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں پڑی۔ ایمان میں تقویت تو ہوتی رہی لیکن کمی کبھی نہ ہوئی میں 3۔ ستمبر 1904ء کے دن سے ہی احمدی ہوں۔

حضرت چوہدری صاحب بیان کرتے ہیں کہ سلسلہ احمدیہ کے بارے میں پہلا واقعہ میرے ساتھ یہ ہوا کہ فروری 1906ء میں حضرت مسیح موعود نے اشتہار عفت الدیار محلها ومقامها شائع فرمایا۔ ستمبر 1906ء میں میں والد صاحب کے ہمراہ پہلی بار قادیان گیا ظہر و عصر کے بعد حضرت مسیح موعود بیت مبارک میں تشریف فرما ہوئے۔ کچھ عرصہ سلسلہ کلام جاری رہا۔

اگلے دن 8-9 بجے سیر کے لئے تشریف لے جاتے اکثر اوقات تو میں بھی پیچھے ہوتا حضرت خلیفۃ المسیح الاول مطب کے کام کے علاوہ مثنوی مولانا روم کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ درس کے دوران جب کوئی بتانے آجاتا کہ حضرت مسیح موعود سیر کے لئے باہر تشریف لے آئے ہیں تو فوراً ہی درس بند کر دیتے اٹھ کھڑے ہوتے چلتے چلتے پگڑی باندھتے جاتے اور چلتے چلتے ہی جوتا پہنتے جاتے اور حضور کے ساتھ شامل ہو جاتے۔ حضرت خلیفہ اول کی یہ عادت تھی کہ جب تک حضور مخاطب نہ فرماتے کبھی چہرہ مبارک کی طرف نہ دیکھتے۔

حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1906ء یا 1907ء کے ستمبر کا ذکر ہے ایک دفعہ میں بیت مبارک میں بیٹھا ہوا تھا۔ کسی نے اندر کی طرف سے کھڑکی کو کھٹکھٹایا۔ کھڑکی باہر سے بند تھی۔ میں اٹھا اور کھڑکی کھولی تو دیکھا حضرت مسیح موعود تھے۔ حضور کے ہاتھ میں طشتری تھی اور ایک ران بھنے ہوئے گوشت کی تھی۔ حضور نے وہ کھانا مجھے دے دیا اور خود واپس تشریف لے گئے۔ حضرت چوہدری صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں جب بھی اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں میرا دل خوشی اور فخر سے لبریز ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کے سب سے چھوٹے صاحبزادے حضرت مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات ہوئی تو میں قادیان میں موجود تھا۔ جنازہ کو مقبرہ بہشتی لے جانے کے لئے ڈھاب کے ایک حصے پر عارضی پل بنایا گیا۔ پل بنانے والوں میں میں بھی شامل تھا۔ بعد ازاں جنازے میں بھی شامل ہوا۔ تدفین سے واپسی پر حضرت مسیح موعود قبر کے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئے اور صاحبزادہ صاحب کے بارے میں الہامات بیان فرمانے لگے۔ حضور باوجود صدمہ کے نہایت بشاشت سے کلام فرماتے رہے۔

حضرت چوہدری صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1907ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے میرے والد صاحب کو لکھا کہ بیٹے کی بیعت کرا دیں۔ والد صاحب نے خصوصیت سے نہ کہا کہ بیعت کر لو۔ ستمبر 1907ء میں والد صاحب کے ساتھ قادیان گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے پھر فرمایا۔ چنانچہ 16۔ ستمبر 1907ء کو میں نے بیعت کر لی۔ اسی سال انٹرنس کا امتحان پاس کر کے میں لاہور میں کالج میں داخل ہوا تھا۔ 26۔ مئی 1908ء کو حضرت مسیح موعود کا وصال ہوا۔ میں نے کالج سے چھٹی لے لی تا کہ جنازہ کے ساتھ قادیان جا سکوں۔ چنانچہ جنازہ کے ساتھ قادیان گیا۔ وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی بیعت کر کے واپس آیا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اب آخر میں دو روایتیں پیش کرتا ہوں حضور نے فرمایا منہ بار بار خشک ہوتا ہے مگر اب میں عمداً چائے یا قہوے کا استعمال نہیں کرتا۔ اس میں حکمت ہے۔ کوشش کرتا ہوں کہ اس کے باوجود بات سمجھ میں آجائے۔ امید ہے کہ آپ کو بات سمجھ میں آ رہی ہو گی۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب

بقاپوری چک چٹھہ

ضلع گوجرانوالہ

بیعت 1905ء ۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میری عمر 7-8 سال تھی۔ والد صاحب نے ایک دن مغرب کے بعد فرمایا۔ امام مہدی پیدا ہو چکا ہے۔ مغرب کی طرف دمدار ستارہ طلوع ہوا ہے۔ یہ 1885ء یا 1886ء کا واقعہ ہے۔ حضرت مسیح موعود کی سخت مخالفت اور تکذیب ہو رہی تھی۔ مگر میں زیارت کا منتظر رہا۔ ایک دن لدھیانہ میں مولوی عبدالقادر صاحب نے مجھے حضرت مسیح موعود کی کتاب فتح اسلام لینے بھیجا۔ اس دن حضور لدھیانہ میں تھے۔ میں نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی۔ یہ ابتداء تھی حضور سے تعلق کی۔ 1894ء کے ماہ رمضان میں کسوف و خسوف ہوا۔ تو لوگوں نے کہا کہ یہ امام مہدی کی علامت ہے۔ اگر وہ آچکے ہیں تو کہاں ہیں۔ میں نے کہا شاید مرزا صاحب ہی ہوں۔

ایک سائل نے حضرت مسیح موعود سے سوال کیا اور کہا کہ تو داتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ داتا تو خدا ہے۔ اس سائل نے کہا مگر تو بھی دے۔ حضرت مسیح موعود نے اسے ایک روپیہ دے دیا۔

ایک دفعہ سیر میں چند خدام خاکسار (حضرت مولوی بقاپوری صاحب) اور حضرت خلیفہ اول بھی تھے۔ حضور بسراواں کی طرف روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور جانے کے بعد میں نے بتایا کہ حضرت مولوی صاحب تو پیچھے رہ گئے۔ حضور واپس مڑے کہ حضرت مولوی صاحب کو ساتھ لے لیں۔ حضرت مولوی صاحب نے حضور کو آتے دیکھا تو تیزی سے قدم اٹھائے اور حضرت مسیح موعود سے آملے۔ حضرت مسیح موعود پھر سیر کو روانہ ہوئے۔ حضرت مولوی صاحب پھر پیچھے رہ گئے۔ پھر میں نے حضور کو توجہ دلائی تو حضور پھر واپس پلٹے۔ اس طرح دو تین دفعہ ہوا۔

ایک دفعہ حضور سیر کے بعد گھر جانے لگے تو میں نے عرض کیا حضور میری آنکھوں سے پانی بہتا ہے دعا کریں۔ حضور نے فرمایا دعا بھی کریں گے۔ مولوی صاحب سے اطریفل زمانی لے لیں اور استعمال کریں۔ دوا استعمال کی اس کے بعد پھر کبھی یہ تکلیف نہ ہوئی۔

آخری روایت غالباً 1906ء کے جلسے کی ہے۔ حضور نے اپنی وفات کا ذکر فرمایا اور فرمایا میری موت اب قریب ہے فرمایا جماعت کی حالت دیکھ کر اس ماں کی طرح غم محسوس ہوتا ہے جس کا دو تین دن کا بچہ ہو۔ فرمایا اللہ پر کامل یقین ہے کہ وہ میری جماعت کی حفاظت کرے گا۔

حضرت ڈاکٹر عبدالغنی

کڑک صاحب

1907ء میں زیارت اور بیعت کی۔ ابتداء میں مخالف تھے مگر حضرت مسیح موعود کی کتابیں پڑھ کر دل کی حالت بدل گئی۔ پھر بیعت کی۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک دوست محمد امین صاحب کتاب انجام آتھم لائے۔ کہ فرصت کے وقت اسے پڑھنا۔ دل نے کہا کہ دیکھوں تو سہی اس میں کیا لکھا ہے۔ کتاب پڑھی اس میں حضرت مسیح موعود نے علماء کا نام لے کر ان کو چیلنج کیا تھا۔ شروع سے آخیر تک ساری کتاب پڑھ ڈالی۔ دل روشن ہو گیا۔

بیان کرتے ہیں کہ افریقہ میں 50 روپے کی ایک نوکری مل رہی تھی۔ میں نے حضرت مسیح موعود سے دریافت فرمایا کہ کیا چلا جاؤں۔ حضور نے جواب دیا استخارہ مسنونہ کریں۔ دل تسلی پائے تو چلے جائیں۔ میں نے ایسا ہی کیا اور ایک رؤیا بھی دیکھی اور افریقہ چلا آیا۔ حضرت اقدس سے ملاقات نہ ہو سکی۔

حضرت مسیح موعود کی وفات کی خبر ملی تو میں بہت دھاڑیں مار کر رویا۔ میری حالت اس بچے کی سی تھی جس کی ماں اسے چھوٹی عمر میں چھوڑ گئی ہو۔ صدمے کی یہ کیفیت تھی کہ جب بھی حضور کی یاد آتی رقت طاری ہو جاتی۔

حضور کی نظم

رجسٹر روایات رفقاء میں سے یہ روایات بیان کرنے کے بعد حضور نے فرمایا بہت سے لوگوں کا اصرار ہے کہ میری نظم

دیار مغرب سے جانے والو دیار مشرق کے باسیوں کو
کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا

سنائی جائے۔ حضور نے فرمایا ابھی آپ کے سامنے یہ نظم سنائی جائے گی پھر آخری دعا ہو گی۔ چنانچہ ایک صاحب نے حضور کی یہ نظم ترنم سے سنائی۔

جلسہ کی حاضری

آخر میں حضور نے فرمایا اس جلسہ کی آخری حاضری خدا کے فضل و کرم سے 21 ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ بلاشبہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس دفعہ حاضری 21 ہزار سے زائد تھی۔ اللہ مبارک کرے۔ جماعت یو۔ کے کے لئے بہت دعائیں کریں۔ اس دفعہ انہوں نے بہت اعلیٰ انتظام کیا ہے۔ ہر پہلو سے جلسہ بہت مزین اور مرتب تھا۔ ہر دفعہ خود تکلیف اٹھا کر آپ لوگوں کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کی۔ آخر میں اب آپ دعا میں شامل ہو جائیں۔ اس کے بعد حضور نے دعا کرائی جس میں حاضرین جلسہ احباب و خواتین کے علاوہ ایم ٹی اے کی وساطت سے دنیا بھر کے کونے کونے میں موجود کروڑوں احمدی احباب شامل ہوئے۔ آمین کے بعد حضور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر تشریف لے گئے۔

خواتین کی مارکی میں

مردوں کی مارکی سے نکل کر حضور چند لمحوں کے لئے خواتین کی مارکی میں تشریف لے گئے۔ وہاں سے حضور کی آواز آتی رہی۔ حضور نے السلام علیکم کے بعد فرمایا خدا کے فضل و کرم سے لجنہ کا ہال بھی پورا آخر تک بھرا ہوا ہے۔ آپ کی حاضری توقع سے بڑھ گئی ہے۔ ہال میں جو گنجائش تھی اس سے بھی بڑھ گئی ہے۔ حضور نے دریافت کیا کسی کو کھانے وغیرہ کی تو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ حضور نے رقت بھری آواز میں فرمایا اب میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں ایک وقت ہو گا جب میں بھی نہیں ہوں گا۔ اب میری کوئی خواہش باقی نہیں رہی۔ سب اللہ نے پوری کر دی ہیں اب تو یہی خواہش ہے کہ جب میں اپنے اللہ کے حضور حاضر ہوں مجھے یہی آواز آئے۔ اے نفس مطمئنہ آ اور اپنے رب کے بندوں میں شامل ہو جا اس حالت میں کہ تو اپنے رب سے راضی اور تیرا رب تجھ سے راضی ہو۔

حضور کے ان دردناک الفاظ نے ہر احمدی کو مرغِ نیم بسمل کی طرح تڑپا کر رکھ دیا۔ ہر احمدی کی آنکھوں سے اپنے امام کی محبت میں آنسو جاری ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ پیارے حضور کو جان سے پیارے آقا ایدہ اللہ کو صحت و سلامتی والی طویل اور بامراد عمر عطا کرے اور ہم سب کی طرف سے حضور کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔ آمین۔

حضور عورتوں کی مارکی سے باہر تشریف لائے اور کچھ دیر پیدل چلنے کے بعد اپنی گاڑی میں سوار ہو گئے۔ اس طرح یہ جلسہ سالانہ اختتام پذیر ہوا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

روزنامہ الفضل ربوہ۔ پبلشر آغا سیف اللہ۔ پرنٹر قاضی منیر احمد۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت دارالنصر غربی ربوہ۔ قیمت 2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرزا خلیل احمد قمر صاحب

حضرت مولانا حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاول کا ڈاکٹر سر محمد اقبال سے تعلق

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں آپ برصغیر پاک وہند کے ایک جید عالم دین مفسر قرآن محدث اور شاہی حکیم تھے آپ نے ہندوستان بھر کے نامور علماء سے تعلیم حاصل کی۔ مکہ و مدینہ کے علماء کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کیا۔ آپ عربی فارسی ہندی سنسکرت اور عبرانی بھی جانتے تھے۔ ہندوستان کے تمام مذاہب کے ساتھ دین حق کی برتری ثابت کرنے میں کوشاں رہے آپ کو پادریوں۔ پنڈتوں۔ دہریوں مسلمان فرقوں کے علماء سے کامیاب مباحثوں اور مناظروں کا موقعہ ملا۔ آپ تحقیقی جواب دینے کے ساتھ الزامی جواب دینے میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کا طریق یہ تھا کہ الزامی جواب دے کر مخالف کا منہ بند کردیتے تھے۔ پھر اس کے سامنے تحقیقی جواب پیش کرتے۔ جس پر مخالف غور کرنے پر مجبور ہوتا تھا۔

ابتداء میں آپ سرسید احمد خان کی تحریک علی گڑھ سے منسلک ہوگئے۔ سرسید احمد خان آپ سے تورات کی تفسیر لکھوانا چاہتے تھے۔ ایک دفعہ سرسید احمد خان نے آپ کے بارے میں تحریر کیا۔

"آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جاہل پڑھ کر جب ترقی کرتا ہے تو پڑھا لکھا کہلاتا ہے مگر جب اور ترقی کرتا ہے تو فلسفی بننے لگتا ہے۔ پھر ترقی کرے تو اسے صوفی بننا پڑتا ہے جب یہ ترقی کرے تو کیا بنتا ہے؟.....

اس کا جواب اپنے مذاق کے موافق عرض کرتا ہوں۔ جب صوفی ترقی کرتا ہے تو مولانا نورالدین ہوجاتا ہے۔

(سید احمد۔ علی گڑھ 8 مارچ 1897ء)

اگست 1894ء میں آپ نواب بہاولپور کے علاج کے سلسلہ میں بہاولپور تشریف لے گئے نواب صاحب اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف نے آپ سے کہا۔

"دراصل تو ہم آپ سے ملاقات کرنا اور قرآن پاک کے معارف سننا چاہتے تھے۔ علاج تو آپ کو بلانے کا ایک ذریعہ بن گیا۔

نواب بہاولپور نے آپ کو ساٹھ ہزار ایکڑ زمین کی پیشکش کی کہ آپ یہاں ہی رہ جائیں۔ مگر آپ یہ پیشکش رد کرکے اپنے آقا و مطاع حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے قدموں میں حاضر ہوگئے۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف نے آپ کے بارہ میں فرمایا۔

"یہ مولوی نورالدین وہ بلا ہے جسے ہندوستان میں علامہ کہتے ہیں۔"

(اشارات فریدی جلد سوم ص 44

آپ کے تبحر علمی کا ہندوستان کے بڑے بڑے علماء کو اعتراف تھا۔ آپ چونکہ سرسید احمد خان کی تحریک سے وابستہ ہوگئے اور سیالکوٹ علی گڑھ تحریک کا گڑھ تھا۔ اس لئے مولانا کی سیالکوٹ میں آمدورفت رہتی تھی۔ حضرت بانی سلسلہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے سیالکوٹ کو اپنا دوسرا وطن قرار دیا اور وہاں آپ کے رفقاء کی ایک خاصی بڑی تعداد تھی۔ اس لئے سیالکوٹ میں آمدورفت زیادہ ہوگئی۔ علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء سید میر حسن صاحب کے ساتھ آپ کے مراسم دیرینہ تھے۔ اس لئے علامہ ڈاکٹر محمد اقبال بھی آپ کی بہت عزت و احترام کرتے تھے۔ اہم مسائل میں آپ سے رجوع کرتے اور آپ کی اصابت رائے کے قائل تھے۔ آپ کو جب بھی کسی مسئلہ کے دریافت کرنے کی ضرورت پیش آتی تو ہندوستان بھر کے علماء میں سے آپ کی نظر مولانا حکیم نورالدین صاحب کی طرف اٹھتی ذیل میں آپ کے علامہ سر محمد اقبال کے ساتھ تعلق کے چند واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔

مسٹر آرنلڈ لاجواب ہوگئے

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال جن دنوں گورنمنٹ کالج لاہور میں زیر تعلیم تھے اس وقت آپ کے استاد سر تھامس آرنلڈ تھے۔ جنہوں نے سرسید احمد خان صاحب کی تحریک پر "پریچنگ آف اسلام" کے نام سے انگریزی میں کتاب تصنیف کی تھی جس کا اردو ترجمہ "دعوت اسلام" کے نام سے شائع ہوا ہے اس کے باوجود مسٹر آرنلڈ تثلیث کے عقیدہ میں نہایت پختہ تھے بلکہ اپنے طلباء اور عام ملنے جلنے والے احباب سے تثلیث کے مسئلہ پر گفتگو کیا کرتے تھے۔ وہ عام طور پر کہتے تھے کہ تثلیث کا مسئلہ کسی ایشیائی دماغ میں نہیں آسکتا۔ یہ بات انہوں نے اپنے ہونہار شاگرد علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال سے بھی کہی تھی۔ اور اب ڈاکٹر اقبال نے حضرت مولانا نورالدین صاحب کے سامنے اس سوال کو رکھا اس سلسلہ میں مرزا خدابخش صاحب لکھتے ہیں۔

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کہیں جارہے تھے ڈاکٹر محمد اقبال ان دنوں لاہور میں تھے اور مسٹر آرنلڈ صاحب جو پہلے علی گڑھ کالج میں تھا اور بعدازاں اس کالج کو چھوڑ کر لاہور گورنمنٹ کالج میں پروفیسر ہوگیا تھا اس بات کا مدعی تھا کہ تثلیث کا مسئلہ ایشیائی آدمی کے دماغ میں نہیں آسکتا۔ اہل یورپ ہی کا دماغ اس کے سمجھنے اور اس کی حقیقت کی تہہ تک پہنچنے کے لئے مناسب واقعہ ہوا ہے۔

مسٹر اقبال نے اس امر کو آپ کے سامنے پیش کیا آپ نے فرمایا کہ آپ مسٹر آرنلڈ صاحب کے پاس جائیں اور کہیں کہ اگر آپ کا یہ دعویٰ صحیح و درست ہے تو خود مسیح علیہ السلام اور پھر تمام حوارین بھی ایشیائی تھے۔ انہوں نے اس کو اپنے دماغ میں کیسے جگہ دی ہوگی۔ جس کو سن کر مسٹر موصوف اب خاموش ہوا اور بعدازاں سنا گیا تھا کہ مسٹر موصوف نے یورپ کی بھاری کانفرنس میں اس لاینحل اعتراض کو پیش کیا تھا مگر کانفرنس سے کوئی تسلی بخش جواب نہ نکلا۔"

(عسل مصفّیٰ ص 725-726 اشاعت اگست 1913ء از ابوالعطا مرزا خدابخش صاحب)

علامہ اقبال کے تعلیمی دور سے لے کر حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کی وفات تک علامہ کی آپ سے خط و کتابت رہی۔ جس میں اہم اسلامی فقہی مسائل کے بارہ میں استفسار شامل ہیں۔ اس کے بارے میں جب بھی علامہ کو اسلامی مسائل میں عالمانہ رائے کی ضرورت ہوتی تو آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ جس میں سے چند واقعات نمونۃً پیش ہیں۔

فقہ اسلامی کے بارہ میں چار سوال

ڈاکٹر سر محمد اقبال نے 1909ء میں حضرت مولانا حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاول کی خدمت میں مندرجہ ذیل سوالات بغرض جواب بھجوائے۔

(1) کیا کوئی غیر مسلم فرمانروا اپنی مسلمان رعایا کے لئے وضع قانون کرسکتا ہے؟

(2) کیا کوئی غیر مسلم جج ازروئے قانون اسلامی، مسلمانوں کے مقدمات فیصل کرسکتا ہے؟

کیا تاریخ اسلامی میں کسی ایسے غیر مسلم جج کی نظیر موجود ہے جو بحیثیت عہدہ مسلمانوں کے مقدمات فیصل کرتا ہو؟

(3) کیا مسلمان ہونے کے لئے شرع محمدی کی پابندی لازمی ہے اگر ہے تو ان مسلمان قوموں کی نسبت کیا حکم ہے جن کے معاملات زیادہ تر رواج سے فیصل پاتے ہیں اور جو خود اپنے آپ کو رواج کا پابند [illegible] تی ہیں۔

(4) مسلمانوں کا ضابطہ تحریری قریباً قریباً بالکل معطل ہے۔ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ اسلامی ممالک میں بھی کیا اس ضابطہ ک [illegible] ضروری ہے اگر ہے تو جو مسلمان اس [illegible] میں خواہ اس وجہ سے کہ وہ کسی غیر مسلم بادشاہ کے محکوم ہیں جو اس ضابطہ کا پابند نہیں ہے یا کسی اور وجہ سے ان کے اسلام کی نسبت کیا حکم ہے؟

یہ سوالات عصر حاضر کے نہایت اہم سوالات تھے جن کے مفصل جوابات پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول جیسی ماہر شخصیت ہی روشنی ڈال سکتی تھی۔ چنانچہ آپ نے ڈاکٹر صاحب کے سوالات کے اصولی جوابات قرآنی آیات پیش کر کے لکھ بھیجے جن کا ملخص یہ تھا۔

(1) قرآن مجید گو مکمل ضابطہ حیات ہے مگر وہ مذاہب مختلفہ کو باہمہ اختلاف تباہ نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ قائم رکھنا چاہتا ہے۔ قانون اسلامی کے اصل الاصول قرآن مجید میں موجود ہیں مگر ان کی تفصیل کو اطاعت اولی الامر کے نیچے رکھا ہے اور اس پر صحابہ سے لے کر آج تک اسلامیوں کا عمل ہے ہر مسلمان کے لئے اطاعت اللہ، اطاعت الرسول اور اطاعت اولی الامر ضروری ہے۔ اگر اولی الامر صریح مخالف فرمان الٰہی اور فرمان نبوی کرے تو بقدر برداشت مسلمان اپنی شخصی و ذاتی معاملات میں اولی الامر کا حکم مانے یا اس کا ملک چھوڑ دے اولی الامر میں حکام و سلطان اول ہیں اور علماء و حکام دوسرے درجہ پر ہیں۔ تعزیری احکام کے ہم ذمہ دار نہیں ہوسکتے۔ قرآن شریف میں حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال موجود ہے کہ آپ سلطنت فرعون کے ماتحت تھے۔ اور ملکی قانون کی خلاف ورزی نہ کر سکتے تھے۔

(2) غیر مسلم جج جب فرمانروا کی طرف سے ہے تو حقیقۃً فرمانروا ہی جج ہے اور اگر فرمانروا کی طرف سے نہیں بلکہ پنچایتی طور پر ہے تو بھی جائز ہے چنانچہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک موقعہ پر خود فرعون مصر کو اپنے معاملہ میں منصف مقرر فرمایا۔

(3) شرح محمدی نام ہے قرآن۔ احکام نبوی۔ خلفائے راشدین" صحابہ ائمہ دین (امام ابوحنیفہ" ابویوسف" محمد" زفر" حسن") کے فیصلہ پر عملدرآمد کا۔ فتاویٰ عالمگیری بلکہ ہدایہ کے مقدمات دیوانی و فوجداری اور قوانین میں قرآن مجید و حدیث کے ہزارویں حصہ کا ذکر بھی نہیں آتا۔

میونسپلٹی اور سیاست مدنی کے قواعد کی چھان بین کی جائے تو غالباً سارے کا سارا عرف پر مبنی ہے اور فوجی قوانین کی کوئی خاص کتاب میرے زیر مطالعہ آج تک نہیں آئی اور اگر کوئی کتاب ایسی ہو بھی تو اس میں قرآن و حدیث کا ذکر بطور تبرک ہی آتا ہے اور ائمہ دین کا ذکر بھی شاید ہی اس میں ملتا ہے اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ان امور کی آزادی میں وقتی ضرورت عرف سے کام لیا گیا ہے۔

(4) قرآنی نظریہ کے مطابق ایمان بتدریج ترقی کرتا رہتا ہے۔ پس جو لوگ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں اور دل سے مانتے ہیں وہ ایک حد تک مسلمان ہیں اور جو لوگ اس کے ساتھ پابند نماز بھی ہیں۔ وہ پہلوں سے بڑھ کر مسلمان ہیں اور جو زکوۃ روزہ اور حج کو بھی ادا کرتے ہیں وہ اور زیادہ پختہ مسلمان ہیں علیٰ ہذا القیاس۔ سب مساوی الایمان نہیں اور ہرگز نہیں۔

(الحکم قادیان 21 دسمبر 1909ء ص 2)

ڈاکٹر سر محمد اقبال سے خط و کتابت

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب نے عربی ادب کی اعلیٰ ترین کتب کے بارے میں حضرت خلیفہ اول سے راہنمائی چاہی۔ چنانچہ آپ نے 2۔ دسمبر 1912ء کو عربی کے ادبی لٹریچر کی ایک فہرست بھجوائی اور لکھا کہ علم ادب کی اعلیٰ سے اعلیٰ کتاب مخل بالطبع ہو کر عرض کرتا ہوں اور اس امر میں بڑے بڑے ادیب میرے ساتھ ہیں۔ حتیٰ کہ جرمنی کے عربی دان بھی کہتے ہیں کہ

عربی کی بہترین کتاب قرآن مجید ہے۔
(تاریخ احمدیت جلد چہارم ص 465 از مولانا دوست محمد شاہد)

ڈاکٹر اقبال کے اصل خط کی نقل خاندان حضرت خلیفہ اول کے پاس محفوظ ہے۔

ڈریپر مرگیا

حضرت خلیفۃ المسیح الاول تحریر فرماتے ہیں۔
"مجھے محمد اقبال ڈاکٹر نے میرے ایک خط کے جواب میں لکھا تھا۔ ڈریپر مرگیا۔ اس کا فلسفہ بھی مرگیا۔ یورپ ہر روز نئے فلسفہ کا دلدادہ ہے میرے دل میں آیا یہ کیا بات ہے ظہر کا وضو کرنے لگا القاء ہوا انسان پر انسان فنا ہوتا ہے اور نیا بنتا ہے کیا یہ انسان لغو ہے۔ ہرگز نہیں پھر القاء ہوا۔ (-) یہ تبدیلی ہمارا اپنا فعل ہے اور ایک حکمت پر مبنی ہے حق کو آرہے ہیں۔
(از خط بنام خواجہ کمال الدین صاحب محررہ 6 مئی 1913ء از الفضل 19 ستمبر 1915ء)

ایک فقہی مسئلہ

1913ء کا واقعہ ہے کہ علامہ نے لاہور کے ایک کشمیری خاندان میں نکاح کیا۔ لیکن کسی شخص نے اس خاتون کے متعلق گمنام خطوط بھیج کر علامہ کو شکوک میں مبتلا کردیا۔ لیکن بعد تحقیق خاتون پاک دامن معلوم ہوئی تو علامہ کو رجوع کرنے کے بارے میں شکوک لاحق تھے کہ انہوں نے دل میں طلاق کا ارادہ کیا وغیرہ وغیرہ۔ اقبال جاننا چاہتے تھے کہ کیا واقعی طلاق ہوگئی ہے۔ یا نہیں۔ کیا اس خاتون کی طرف رجوع شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں۔

علامہ صاحب نے لاہور، امرتسر، لدھیانہ، دہلی، دیوبند وغیرہ مقامات کے مستند اور اعلیٰ پایہ کے علماء کی طرف رجوع کرنے کی بجائے حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کی طرف رجوع کیا۔ اور اپنے ایک ہمدم دیرینہ کو حضرت مولانا کے پاس قادیان بھجوایا۔ علامہ کے قدیمی رفیق اور سوانح نگار برصغیر پاک و ہند کے نامور صحافی مولانا عبدالمجید سالک اس واقعہ کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں۔

"انہیں (یعنی اقبال کو ناقل) شبہ تھا کہ وہ چونکہ طلاق دینے کا ارادہ کرچکے تھے اس لئے شرعاً طلاق ہوچکی ہے۔ انہوں نے مرزا جلال الدین کو مولوی حکیم نورالدین کے پاس قادیان بھیجا کہ "مسئلہ پوچھ آؤ"

مولوی صاحب نے کہا کہ شرعاً طلاق نہیں ہوئی لیکن اگر آپ کے دل میں کوئی شبہ اور وسوسہ ہو تو دوبارہ نکاح کرلیجئے۔ چنانچہ ایک مولوی صاحب کو طلب کرکے علامہ اقبال کا نکاح اس خاتون سے دوبارہ پڑھ دیا گیا۔
(ذکر اقبال ص 170 از مولانا عبدالمجید سالک شائع کردہ بزم اقبال 1955ء)

حضرت مولانا کے طبی مشورے

ڈاکٹر سعد اللہ ایم اے پی ایچ ڈی نے علامہ کی

باقی صفحہ 6 پر

دی میل- یکم اگست 99ء

مرسلہ- مولانا عطاء المجیب راشد صاحب

﴿کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع﴾

(آرچ بشپ) کیری کے چرچ پر حملہ کے خلاف شدید غم وغصہ

(خصوصی رپورٹ- کرسٹوفر لیک)

یسوع مسیح کے (موت کے بعد) دوبارہ زندہ ہوجانے پر شک و شبہ کے اظہار کے باعث آرچ بشپ آف کنٹربری ایک شدید مذہبی اور سیاسی طوفان کی زد میں آگئے ہیں۔

ہزارویں سال کے موقعہ پر ڈاکٹر جارج کیری نے کروڑوں مسیحیوں کو اپنے پیغام میں کہا ہے کہ ہمیں اس بات کا قطعی علم نہیں کہ یسوع موت کے بعد سچ مچ زندہ ہوگیا۔

چرچ پر حیران کن حملہ میں انہوں نے کہا کہ دوسری جنگ عظیم میں یہود پر شدید مظالم کرکے چرچ نے یسوع کے اسم گرامی کو بدنام کیا ہے۔ نیز انہوں نے یسوع کو معاشرہ کی مقتدر طاقتوں کا باغی قرار دیتے ہوئے کہا کہ یسوع اور منظم چرچ ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے۔

آرچ بشپ نے ان خیالات کا اظہار ہزار سال کے اختتامی پیغام یسوع 2000ء میں کیا ہے جو اس سال کے آخر میں شائع ہوگا۔ اس میں انہوں نے مزید لکھا ہے "یہ تو میں یقین سے آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ یسوع یقیناً دنیا میں آیا اور صلیب پر مصلوب ہوا لیکن اسی یقین کے ساتھ میں نہیں کہہ سکتا کہ ہمیں یہ علم ہے کہ خدا نے اسے دوبارہ زندہ کردیا۔"

انہوں نے یسوع کی موت کے بعد دوبارہ زندگی پر اپنے مکمل ایمان کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ یہ امر انسانی تجربہ کے خلاف ہے اور اس کا یقین کرنا بہت مشکل ہے۔ انہوں نے اقرار کیا کہ ان کا یہ عقیدہ اور ایمان برس ہا برس تک متزلزل رہنے کے بعد قائم ہوا۔

وہ کہتے ہیں کہ میرے پیغام پر بہت سے صحافی خامہ فرسائی کریں گے اور کئی ایک ایسے چرچ جانے والے پریشان بھی ہوں گے جن کا یسوع کے بارے میں علم سطحی ہے۔ خصوصاً جب وہ پڑھیں گے کہ یسوع نے عبادت گاہوں میں کم ہی وقت گزارا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ایسے لوگوں کے لئے عبادت بہت اہمیت رکھتی ہے..... لیکن ان کا ایمان کچا اور سطحی رہے گا۔

ان کا کہنا ہے کہ چرچ کی تاریخ پر ان کے حملہ سے کلیسا کے اکابرین یہ پڑھ کر بہت ناراض بھی ہوں گے کہ چرچ نے ازمنہ وسطی اور نازی جرمنی کے دور میں یہود پر مظالم میں حصہ لے کر یسوع کے نام کو بدنام کیا۔

جب وہ کہتے ہیں کہ چرچ دائمی امن کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے تو اسے شمالی آئرلینڈ کی طرف اشارہ سمجھا جائے گا۔

ان کا کہنا ہے کہ چرچ کا عورتوں کی حق تلفی، استعمار پسندی کے فروغ، غلامی اور آزادی ضمیر کو دبانے میں اہم کردار ہے۔ ان چند امور سے ہی واضح ہے کہ ہم نے یسوع مسیح کے ساتھ کتنی بے وفائی کی ہے۔ آرچ بشپ کا کہنا ہے کہ یسوع تو علماء ظاہر کو منافق کہتا تھا اور وہ غریبوں کے حق میں بولتا تھا چنانچہ وقت کی مقتدر طاقتیں اس سے شدید ناراض ہوگئیں۔

آرچ بشپ نے کمیونزم اور سرمایہ داری کو ہمرنگ بت پرست آئیڈیالوجی کہا ہے نیز کہتے ہیں کہ عوام اب گم گشتہ راہ ہوچکے ہیں نیز ان کے نزدیک ترقی یافتہ ممالک میں خدا کے تصور کی جگہ اب تجارت اور منہ زور اقتصادی طاقتوں نے لے لی ہے۔ چنانچہ آرچ بشپ کو خاصی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ممکن ہے دوسرے مذاہب کے علماء بھی اس بات کو پسند نہ کریں کہ آرچ بشپ صاحب کے خیال میں "خداوند کی دعا" صرف مسیحیوں کے بچوں کو سکھانے کے لائق ہی نہیں بلکہ اس سے مسلمان اور یہود بھی استفادہ کرسکتے ہیں۔ لیبر پارٹی کے لارڈ گلین مارانے جو کہ دعائیہ کتاب سوسائٹی کے وائس پریذیڈنٹ بھی ہیں کہا ہے کہ آرچ بشپ میرے اچھے دوست ہیں اور میں ان کا بڑا مداح ہوں لیکن امید ہے کہ وہ یسوع کے دوبارہ جی اٹھنے کے عقیدہ کو مشکوک قرار نہیں دے رہے کیونکہ اسی پر تو عیسائیت کا دارومدار ہے۔

السٹر میں ریو این بسلے نے جو ڈیموکریٹک یونینسٹ پارٹی کے لیڈر ہیں کہا ہے "دوبارہ جی اٹھنے کے عقیدہ کے بغیر تو عیسائیت کچھ بھی نہیں۔ نہ ہی بائبل۔ بلکہ کچھ بھی نہیں بچتا۔ اگر ڈاکٹر کیری دوبارہ جی اٹھنے کے مخالفین کے ساتھ ہیں تو انہیں استعفیٰ دے دینا چاہئے۔

این وڈکومب نے جو کہ اپوزیشن کے متوقع ہوم سیکرٹری ہیں اور صرف چھ سال قبل چرچ آف انگلینڈ چھوڑ کر رومن کیتھولک بن گئے تبصرہ کیا کہ مجھے یقین نہیں آتا کہ جارج کیری نے ایسی باتیں کہی ہوں۔ لیکن اگر ان کی تحریر کے مطابق مسیح کا دوبارہ جی اٹھنا مشکوک ہے تو پھر یہ بے وفائی کی حد ہے۔ ممکن ہے انہوں نے تحریر میں احتیاط نہ برتی ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کہنا یہ ہے کہ جب تاریخ اور ہمارا سائنسی تجربہ ہمارا ساتھ نہ دے تب ہمارے ایمان کا امتحان شروع ہوتا ہے۔

لیبر کے ممبر آف پارلیمنٹ سٹوورٹ بیل نے جو کہ حکومت کے مذہبی امور کے ترجمان ہیں کہا کہ اصل اہمیت تو عیسائیت کے ضابطہ اخلاق اور مسیح کی تعلیم کے مطابق شریفانہ زندگی گزارنے کی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اس ہزار سالہ موقعہ پر ہم مسیح کو اپنے قلوب میں جگہ دیں۔

ترجمہ کیپٹن (ر) شمیم احمد خالد صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

مطالبہ سادہ زندگی اور جماعت احمدیہ

اطاعت امام کے دلکش نظارے اور غیروں کا اعتراف

جماعت احمدیہ نے تحریک جدید کے مالی جہاد میں پرجوش حصہ لینے کے علاوہ دوسرے مطالبات پر بھی شاندار طور پر لبیک کہا۔ مثلاً تحریک جدید کا سب سے پہلا مطالبہ جو دینی تمدن کی عمارت میں بنیادی اینٹ کی حیثیت رکھتا ہے **سادہ زندگی کا مطالبہ** ہے۔ جماعت کے مخلصین نے اس مطالبہ کے مطابق کھانے، لباس، علاج اور سینما وغیرہ کے بارہ میں اپنے پیارے امام کی ہدایات کی نہایت سختی سے پابندی کی۔ کھانے کے تکلفات یکسر ختم کردیئے بعض نے چندے زیادہ لکھوا دیئے اور دو دو تین تین سال تک کوئی کپڑے نہیں بنوائے۔ (الفضل 2 دسمبر 1938ء)

اکثر نوجوانوں نے سینما، تھیٹر سرکس وغیرہ دیکھنا چھوڑ دیا۔ اور بعض جو کثرت سے اس کے عادی تھے اس سے نفرت کرنے لگے الغرض حضرت مصلح موعود کی آواز نے جماعت میں دیکھتے ہی دیکھتے ایک زبردست انقلاب برپا کردیا۔ جو دوسرے لوگوں کی نگاہ میں ایک غیر معمولی چیز تھی۔ چنانچہ اخبار رنگین امرتسر کے سکھ ایڈیٹر ارجن سنگھ عاجز نے لکھا کہ:۔

احمدیوں کا خلیفہ ان کی گھریلو زندگی پر بھی نگاہ رکھتا ہے اور وقتاً فوقتاً ایسے احکام صادر کرتا رہتا ہے جن پر عمل کرنے سے خوشی کی زندگی بسر ہوسکے۔ میں ان کے خلیفہ کے چند احکام کا ذکر کرتا ہوں جن سے اندازہ ہوسکے گا کہ یہ جماعت کیوں ترقی کررہی ہے۔

1- حال ہی میں جو پروگرام اپنے پیروؤں کے سامنے رکھا ہے۔ اس میں ایک بات یہ بھی ہے کہ ہر بڑے یا چھوٹے۔ امیر یا غریب کے دسترخوان پر ایک سے زیادہ کھانا نہ ہو۔ یہ حکم طبی اور اقتصادی پہلوؤں سے پرکھنے پر شاندار نتائج کا ذمہ دار ثابت ہوسکتا ہے۔

یوں تو ہر ایک ریفارمر اور عقلمند اپنے پیروؤں کو اس قسم کا حکم دے سکتا ہے۔ لیکن کون سا ریفارمر ہے جو دعویٰ سے کہہ سکے کہ اس کے سو فیصدی مرید اس کے ایسے حکم کی پوری پوری

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غلام مصطفےٰ تبسم صاحب

اہم تاریخی واقعات

لونا اول کی روانگی

4- اکتوبر 1957ء کو روس نے اپنا پہلا خلائی جہاز سپتنک اول خلا میں بھیجا تو گویا انسان کے چاند تک پہنچنے کے خواب کو تعبیر دینے کا وقت آ گیا۔

اسپتنگ اول' دوم اور سوم کی کامیاب پروازوں کے بعد' روس نے چاند کی جانب اپنا پہلا خلائی جہاز لونا اول روانہ کیا۔ یہ خلائی جہاز 2- جنوری 1959ء کو روس کے مقام Tyuratam سے روانہ کیا گیا اور اس کی سب سے بڑی کامیابی یہ تھی کہ یہ چاند سے چار ہزار چھ سو ساٹھ (4660) میل کے فاصلے سے گزرا۔ اس پرواز کی کامیابی کے بعد روس نے لونا سلسلہ کے خلائی جہازوں کا سلسلہ جاری رکھا اور 12- ستمبر 1959ء کو لونا دوم چاند کی جانب روانہ کیا گیا 2 دن بعد یہ خلائی جہاز چاند کی سطح سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا۔ لونا سلسلہ ہی کا اور خلائی جہاز لونا نہم پہلا خلائی جہاز تھا جو 3- فروری 1966ء کو چاند کی سطح پر اترا اور اس نے چاند کی سطح پر Soft landing کرنے والے پہلے خلائی جہاز کی حیثیت حاصل کر لی۔

روس نے لونا سلسلہ کے 21 خلائی جہاز خلا میں روانہ کئے تھے۔ جن میں سے بعض کا وزن 2 ٹن تک تھا جبکہ چاند کی سمت روانہ کئے جانے والے پہلے خلائی جہاز لونا اول کا وزن محض چند سو پونڈ تھا۔

2- جنوری 1959ء اس لحاظ سے ایک بہت اہم تاریخ ہے کہ اس دن زمین سے چاند کی سمت پہلا خلائی جہاز روانہ کیا گیا جو بالآخر 21- جولائی 1969ء کو انسان کے چاند پر قدم رکھنے پر منتج ہوا۔

سومنات کی تسخیر

برصغیر کی تاریخ میں سومنات کی فتح ایک عظیم واقعہ کا درجہ رکھتی ہے۔ یہ عظیم واقعہ 6- جنوری 1026ء کو پیش آیا تھا۔ یہی وہ عظیم واقعہ تھا' جس کے باعث تاریخ محمود غزنوی کو بت شکن کے خطاب سے یاد کرتی ہے۔

محمود غزنوی 971ء میں غزنی میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے والد امیر سبکتگین غزنی کے حاکم تھے۔ والد کی وفات کے بعد وہ 27 برس کی عمر میں غزنی کے تخت پر بیٹھا۔ اس وقت اس کی قلم رو میں افغانستان' خراسان' سیستان اور مشرقی ایران کے علاقے شامل تھے۔

محمود بڑا بہادر اور مہم جو سلطان تھا۔ خلیفہ بغداد نے اس کی تخت نشینی پر اسے یمین الدولہ اور امین الملت کے خطابات عطا کئے تھے۔

اس نے ہندوستان پر سترہ حملے کئے اور ایک دفعہ بھی ناکام واپس نہ گیا۔ تاہم اس کا سب سے مشہور حملہ اس کا سولھواں حملہ ہے جس میں اس نے سومنات کا مندر تسخیر کیا۔ یہ سومنات کا مندر ایک مرکزی مندر تھا جہاں شو دیوتا یعنی چاند دیوتا کی عبادت ہوتی تھی۔ یہ مندر کاٹھیاواڑ کے علاقے میں ایک نہایت محفوظ قلعہ بند جزیرہ میں واقع تھا۔ ساحل سے ایک پتلی سی پٹی اسے خشکی سے ملاتی تھی۔ جس پر فصیلیں بنا دی گئی تھیں مندر میں بے حساب مال و دولت تھی۔ محمود کی متواتر فتوحات سے یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ سومنات کا دیوتا باقی دیوتاؤں سے ناراض ہے اور اسی وجہ سے وہ دیوتا محمود کے مقابلے میں بے دست وپا ہو گئے ہیں۔ محمود نے یہ سن کر سومنات پر چڑھائی کا عزم کیا اور غزنی سے ملتان آ کر تیاری شروع کر دی۔ پانی اور رسد کا انتظام کر کے اجمیر اور جیسلمیر کے راستے یکایک کاٹھیاواڑ کے علاقے انیل واڑہ میں نمودار ہوا۔ راجہ خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا اور محمود سومنات کے سامنے آ پہنچا لیکن قلعہ کی محافظ فوج نے ایسا جم کر مقابلہ کیا کہ قلعہ فتح نہ ہو سکا۔

اسی اثنا میں قرب و جوار کے راجے فوجیں لے کر سومنات کو بچانے کے لئے آن پہنچے۔ قلعہ سے باہر ایک خونریز معرکہ ہوا اور راجے شکست کھا کر بھاگ گئے۔ محصورین کا دل بیٹھ گیا اور وہ کشتیوں میں بیٹھ کر فرار ہو گئے۔ اور اس طرح دو دن کے بعد قلعہ فتح ہو گیا۔ محمود زمین دوز راستے کے ذریعے مندر میں داخل ہوا اور اپنا فولادی گرز گھما کر اس نے سب کو گرا کر دیا۔ دو ہفتے کے قیام کے بعد محمود بیش بہا جواہرات اور زر کثیر لے کر واپس روانہ ہوا۔

محمود کی یہ مہم عسکری ذہانت کا بہترین نمونہ تھی۔ اس نے محمود کو حیات جاوید بخشی اور اس کی شہرت تمام ممالک اسلامیہ میں گونج اٹھی۔ اسی واقعہ کی بدولت اسے بت شکن کا تاریخی خطاب ملا۔

پانی پت کی تیسری جنگ

14- جنوری 1761ء کو احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کے درمیان پانی پت کی تیسری جنگ لڑی گئی۔

1748ء میں مغل بادشاہ محمد شاہ کی وفات پر اس کا بیٹا احمد شاہ تخت نشین ہوا۔ محمد شاہ ایک عیاش طبع اور نا اہل بادشاہ تھا۔ اسے قید کر کے امراء نے جہاندار شاہ کے ایک بیٹے کو عالمگیر ثانی کے لقب سے بادشاہ بنا دیا۔ اسے قتل کر کے غازی الدین کو شاہ جہان سوم کے خطاب سے بادشاہ بنا دیا۔ ادھر ہندوستان کی مغلیہ سلطنت اپنے آخری دموں پر تھی ادھر احمد شاہ ابدالی' جو نادر شاہ کا معتمد سالار تھا اور اس کی وفات کے بعد کابل قندھار پر قابض ہو گیا تھا' نادر شاہ کے جانشین ہونے کی حیثیت سے شمال مغربی پنجاب کا دعویدار تھا۔ اس نے برصغیر پر یکے بعد دیگرے پانچ حملے کئے اور شمالی برصغیر میں مرہٹہ اقتدار کی بیخ کنی کر دی۔

جب مرہٹہ افواج کی ہزیمتوں کی خبران کے پیشوا بالاجی باجی راؤ (نانا صاحب) کو پہنچی تو اس نے ایک عظیم فوج بھاؤ صاحب کی سرکردگی میں شمال کی طرف روانہ کی۔ اس فوج میں نانا صاحب کے لڑکے وشواش راؤ کے علاوہ متعدد اہم مرہٹہ سردار شامل تھے مرہٹہ جم غفیر کی تعداد تین لاکھ کے قریب تھی جس میں کم و بیش 57 ہزار سپاہی تھے۔ ابراہیم گاردی کا فوجی دستہ اور طاقتور توپیں بھی اس کے ہمراہ تھیں۔

1760ء میں مرہٹہ فوج دہلی میں داخل ہوئی اور حسب معمول لوٹ مار مچا دی۔ احمد شاہ ابدالی انوپ شہر میں مقیم تھا۔ روہیلہ سردار نجیب الدولہ کی سعی سے شجاع الدولہ نے ابدالی کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا اب یہ محض احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کی آویزش نہیں رہی تھی بلکہ ایک طرف برصغیر میں مسلم قوم کی بقا اور دوسری طرف ہندو حکومت کے قیام کا سوال پیدا ہو چکا تھا۔

14- جنوری 1761ء کو احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کے درمیان پانی پت کے مقام پر تیسری سب سے بڑی جنگ ہوئی کیونکہ بیشتر مرہٹہ سردار روائتی انداز جنگ سے ہٹ کر کھلے میدان میں جنگ کرنے کے خلاف تھے۔ لہٰذا ان میں آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔ شام تک خونریز جنگ جاری رہی۔ بالآخر مرہٹوں کے قدم اکھڑ گئے اور مسلمانوں نے دور تک ان کا تعاقب کیا۔

یہ لڑائی نہایت فیصلہ کن ثابت ہوئی اور اس کے نتائج بڑے دور رس تھے۔ پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کو ایسی شکست عظیم کا سامنا کرنا پڑا جس کے بعد وہ پھر نہ سنبھل سکے اور برصغیر میں ہندو اقتدار مسلط کرنے کا خواب ہمیشہ کے لئے پریشان ہو گیا۔

احمد شاہ ابدالی نے واپسی سے قبل عالمگیر ثانی کے لڑکے علی گوہر کو شاہ عالم ثانی کے لقب سے تخت نشین کر دیا۔

یوں 14- جنوری 1761ء برصغیر کی تاریخ کا ایک اہم دن بن گیا کہ اس دن پانی پت کی تیسری جنگ لڑی گئی تھی۔

موسم سرما کے اولمپک کھیل

اولمپک کھیل اپنی شان و شوکت اور رنگا رنگی کے اعتبار سے کھیلوں کی دنیا میں سب سے بڑے اجتماع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ دنیا بھر کے کھلاڑی ان کھیلوں میں حصہ لینا باعث فخر سمجھتے ہیں اور دنیا کے کونے کونے سے لاکھوں افراد انہیں دیکھنے کے لئے پہنچتے ہیں۔

عہد جدید کے اولمپک کھیلوں کا آغاز 1896ء میں ہوا۔ یہ اولمپک کھیل چونکہ گرمی کے مہینوں اور گرم ممالک میں منعقد ہوتے تھے اس لئے وہ کھیل جو سرما کے مہینوں اور سرد ممالک میں کھیلے جاتے تھے اولمپک کھیلوں کا حصہ نہیں بن سکے۔

اس صورت حال کے پیش نظر انٹرنیشنل اولمپک کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ ہر مرتبہ جب موسم گرما کے اولمپک کھیل منعقد ہوا کریں تو ساتھ ہی ساتھ موسم سرما کے اولمپکس بھی منعقد کئے جائیں۔ چنانچہ 1924ء میں پہلی مرتبہ فرانس کے شہر شیمونی (Chamonix) میں موسم سرما کے پہلے اولمپکس منعقد ہوئے۔

ان کھیلوں کا آغاز 25- جنوری 1924ء کو ہوا ان مقابلوں میں 16 ممالک کے 294 کھلاڑیوں نے حصہ لیا کھیلوں کا پہلا طلائی تمغہ امریکہ کے کھلاڑی چارلس جیوٹرا (Charles Jewtra) نے 500 میٹر اسپیڈ اسکیٹنگ کے مقابلے میں جیتا۔ تاہم دیگر مقابلوں میں ناروے اور فن لینڈ کے کھلاڑی چھائے رہے۔ ان مقابلوں میں تمغہ جیتنے والا معمر ترین کھلاڑی فن لینڈ کا جیولس سکوٹ ناب (Julius Skutnabb) اور سب سے کم عمر کھلاڑی سوئٹزر لینڈ کا ہنرخ شلاپی (Heinrich Schaloppi) تھا۔

موسم سرما کے یہ پہلے اولمپک کھیل 4- فروری تک جاری رہے۔ آج موسم سرما کے اولمپکس' اولمپک کھیلوں کا لازمی جزو سمجھے جاتے ہیں۔

پہلا باتصویر ڈاک ٹکٹ

دنیا کے پہلے ڈاک ٹکٹ 6- مئی 1840ء کو برطانیہ نے جاری کئے تھے یہ ٹکٹ' ڈاک ٹکٹ کی تاریخ میں پینی بلیک کے نام سے معروف ہیں۔ ان ڈاک ٹکٹوں پر ملکہ وکٹوریہ کی یک رخی شبیہ شائع کی گئی تھی۔

برطانیہ کی اس اختراع کی تقلید سب سے پہلے سوئٹزلینڈ نے کی اور یکم مارچ 1843ء کو ڈاک ٹکٹ جاری کرنے والا دوسرا ملک بن گیا۔ اسی سال یکم اگست کو برازیل نے بھی اپنے پہلے ڈاک کے ٹکٹ جاری کئے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ نے 1845ء میں موریشس نے 1847ء میں برمودا نے 1848ء میں اور بویریا' بیلجیئم اور فرانس نے 1849ء میں اپنے پہلے ڈاک ٹکٹ جاری کئے۔

ان ڈاک ٹکٹوں پر یا تو فرمانروائے وقت کی شبیہ چھپی ہوتی تھی یا ان کی قیمت کے اعداد کندہ ہوتے تھے۔

یکم جنوری 1850ء ڈاک ٹکٹوں کی تاریخ میں اس لحاظ سے ایک یادگار تاریخ ہے کہ اس دن دنیا کے پہلے باتصویر ڈاک ٹکٹ First Pictorial Postge شائع کئے گئے۔ ان ڈاک ٹکٹوں کی قیمت' ایک پینس' دو پینس تھی۔ یہ ڈاک ٹکٹ آسٹریلیا کی ریاست نیو ساؤتھ ویلز نے جاری کئے تھے اور نہ صرف یہ کہ دنیا کے پہلے باتصویر ڈاک ٹکٹ تھے بلکہ براعظم آسٹریلیا سے جاری ہونے والے پہلے ڈاک ٹکٹ بھی تھے۔ یہ ڈاک ٹکٹ سڈنی میں

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سید ظہور احمد شاہ صاحب

شور کی ماحولیاتی آلودگی

شور کی ماحولیاتی آلودگی

آج کل ماحولیاتی آلودگی کا موضوع عام طور پر زیر بحث رہتا ہے اور جب ہم آلودگی کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے مراد عام طور پر ایسی آلودگی کی طرف ذہن مائل ہوتا ہے۔ جو ٹھوس یا مادہ یا گیس کے ذریعے پھیلتی ہے۔ حالانکہ آلودگی کی ایک اور قسم ہے شور کی آلودگی یہ بھی اسی طرح نقصان دہ ہے جس طرح کہ باقی اقسام کی آلودگیاں۔

شور پیدا کرنے والے ذرائع

کاریں۔ بسیں۔ اور دیگر اقسام کی ٹرانسپورٹ جہاں دھوئیں کے ذریعے ماحول کو خراب کرتی ہیں۔ وہاں وہ شور کے ذریعے بھی آلودگی پھیلانے کا سبب بنتی ہیں۔ ان کے علاوہ ہوائی جہاز سمندری جہاز اور کشتیاں اور گھروں میں چلنے والی مشینیں بھی آواز پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اسی طرح شہروں میں سینما، تھیٹرز کی جگہوں اور ان کے اردگرد بے تحاشا شور بپا رہتا ہے۔ اور بڑے شہروں میں یہ سب چیزیں مل کر ایسا پر شور ماحول پیدا کرتی ہیں جو کہ انسانی صحت کے لئے مضر اور تکلیف دہ ہوتا ہے۔ گھروں میں بھی ٹیلی ویژن۔ ریڈیو۔ ٹیپ ریکارڈر۔ واشنگ مشینیں اور اس قسم کے دیگر آلات آسائش اس شور کو مزید بڑھا دیتے ہیں جو نہ صرف انسان کے کانوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ بلکہ آخر کار تمام جسم اور خون کا سسٹم بھی اس سے اثر انداز ہوتا ہے۔ اور اس طرح تمام جسم تھکاوٹ محسوس کرتا ہے۔

شور کا پیمانہ شور کی کمی یا زیادتی کا پیمانہ "ڈیسیبل" کہلاتا ہے۔ 120 ڈیسیبل سے خطرے کی حالت شروع ہو جاتی ہے اور 150 ڈیسیبل سے کان کے سننے کی صلاحیت کو شدید نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اگر آپ مسلسل شور شرابے کے ماحول میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں تو یہ شور ہماری ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لئے ایسی صورت میں مسلسل شور سے بچنے کے لئے اپنے آپ کو پر سکون ماحول میں وقتاً فوقتاً لے جانا چاہئے۔ کیونکہ ایسی آرام دہ حالت آپ کے جسم کے لئے ازحد ضروری ہے۔ کیونکہ وہ آپ کو شور سے پیدا شدہ تناؤ اور بے چینی سے نجات دینے کا باعث ہو گی۔

لیکن اگر آپ مسلسل اس قسم کے شور میں مبتلا رہیں گے۔ تو یہ تناؤ آپ کے مسلز (Muscles) اور خون کی شریانوں پر اثر انداز ہو گا۔ سب سے پہلے آپ سردرد کے شکار ہوں گے۔ اور پھر ہائی بلڈ پریشر' بے خوابی' پیٹ کی بیماریوں اور دوسری کئی بیماریوں کی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے۔

دوسرے اور ہمارے ملک کا موازنہ دنیا کے کئی ممالک میں اس صورت حال کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اور ایسے قوانین لاگو کئے جا چکے ہیں جن سے شور کی آلودگی میں کمی آچکی ہے۔ ایسے ممالک میں شہری علاقوں میں گاڑیوں کے ہارن (Horn) بجانا منع کر دیا گیا ہے۔ اور اسی طرح انجنوں اور گاڑیوں میں ایسی اصلاحات ضروری قرار دی گئی ہیں جن سے شور کی آلودگی کم ہو سکے۔

ہمارے ملک میں اگرچہ ابھی تک نہ تو حکومت اور نہ ہی پبلک میں یہ شعور پیدا ہوا ہے لیکن اب وقت آگیا ہے کہ حکومتی سطح پر ایسے قوانین بنائے اور نافذ کئے جائیں۔ جس سے شور کی آلودگی کم ہو سکے اور لوگوں کی صحت ان خطرات سے بچ سکے اور پبلک کو از خود بھی چاہئے کہ شور کی آلودگی کو کم کرنے کے لئے اپنی سی کوشش کریں تاکہ اس قسم کی آلودگی کو کم کیا جا سکے جس کا آخری فائدہ عام پبلک کو ہی ہو گا۔

○○○

میاں قمر احمد صاحب مربی سلسلہ

مکرم ظفر احمد صاحب مجوکہ

ظفر احمد صاحب مجوکہ ضلع خوشاب کی "عمر آباد مجوکہ" نامی ایک چھوٹی سی بستی کے ایک خاموش خدمت انسان تھے جو کچھ عرصہ قبل خدا تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

موصوف کا شمار ان خدام دین میں ہوتا ہے جو دنیا کی نظروں سے بالکل چھپے ہوتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک ایک بڑا مقام رکھتے ہیں۔

ظفر احمد مجوکہ صاحب ضلع خوشاب کے ایک بے لوث خدمت دین بجا لانے والے انسان تھے۔ ایک طویل عرصہ آپ کو جماعتی عہدوں پر فائز رہنے کی سعادت ملی۔ قائمقام امیر ضلع اور تادم آخر سیکرٹری مال ضلع جیسے اہم جماعتی عہدوں پر کام کرنے کا موقع ملا۔

آپ واپڈا میں ملازم تھے اور اپنا بہت سا وقت جماعتی کاموں کے لئے صرف کرتے۔ آپ کا معمول تھا کہ سرکاری چھٹی سے پہلی شام ہی سے اپنا سارا وقت جماعتی کاموں کے لئے صرف کرتے اور گاؤں گاؤں ڈیرہ ڈیرہ چندہ جات کی وصولی تربیتی امور پر خدام انصار کو توجہ دلاتے۔ یہی وجہ تھی کہ خوشاب ضلع کا بچہ بچہ خدام انصار مجوکہ صاحب کے نام سے واقف تھے طبیعت میں نہایت ہی سادگی تھی کھانے' پہننے میں تکلف کے قائل نہ تھے۔

اپنی صاف اور سادہ گوئی کی وجہ سے کوئی بھی ان کی بات کا برا نہ مناتا۔ اور اسی وجہ سے دیہاتی لوگوں پر ان کی بات بہت اثر کرتی تھی۔

خلافت سے بے پناہ محبت تھی حضرت صاحب کا خطبہ چھوڑنے کا تصور بھی نہ تھا جہاں کہیں بھی ہوتے خوشاب کی تپتی ریت پر سفر کرتے خطبہ سینٹر پر پہنچ جاتے تھے۔

ایک کامیاب داعی الی اللہ تھے اور لوگ آپ کی باتوں کو سن کر بہت اثر لیتے تھے۔ موصوف جماعتی نمائندگان خصوصاً مربیان سے بے پناہ محبت رکھتے اور ان کی مہمان نوازی اپنا شرف سمجھتے۔ ہمارا ایک اور بھائی ہم سے رخصت ہو گیا اللہ تعالیٰ ان کو بارگاہ رحمت میں جگہ دے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ صفحہ 4

زبان سے جو سنا وہ درج ذیل ہے۔ علامہ اقبال نے فرمایا۔

میری والدہ کو درد گردہ اس شدت سے ہوتا تھا کہ ہمیں ان کی موت سامنے نظر آیا کرتی تھی ایک دفعہ وہ درد گردہ سے بے ہوش پڑی تھیں۔ رات کا وقت تھا کہ حکیم نورالدین صاحب قادیانی نے آکر ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا حکیم صاحب نے جو گھر میں ہیجان دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے ہم نے صورت حال بیان کی حکیم صاحب نے کہا میں بھی ذرا دیکھوں حکیم صاحب نے ایڑی کے قریب کسی رگ کو دبایا تو والدہ نے آنکھیں کھول دیں۔ حکیم صاحب نے کہا اب رات کا وقت ہے اس وقت تو سینک کرو۔ صبح باقاعدہ علاج ہو گا۔ صبح ہوئی تو حکیم صاحب نے والدہ کے لئے چوزہ تجویز کیا۔ کہا اس کا شوربہ پئیں اور گوشت کھائیں اس علاج کا یہ اثر ہوا کہ والدہ کو پھر عمر بھر درد گردہ کی شکایت نہ ہوئی والدہ عرصہ دراز تک چوزہ کھاتی رہیں۔ کھاتے کھاتے تنگ آگئیں تو حکیم صاحب کو لکھا گیا کہ اگر مناسب ہو تو چوزے کا بدل بتادیں۔ جواب آیا انڈا بدل ہے۔

ایک دفعہ جب میں انارکلی میں رہتا تھا۔ مجھے Gout کی شکایت ہو گئی حکیم نورالدین صاحب لاہور آئے ہوئے تھے۔ علی بخش کو ان کے پاس بھیجا کہ میں درد کی وجہ سے چلنے سے معذور ہوں۔ اگر آپ تشریف لے آئیں تو عنایت ہو گی۔ علی بخش کی معرفت جواب آیا۔ کہ کھانا کھا کر مرغی کے پر کو حلق میں ڈال کر قے کردو۔ میں کھانا کھا چکا تھا۔ علی بخش مرغی کا پر لایا۔ قے کر دی۔ درد جاتا رہا۔ مستقل طور پر۔

(ملفوظات اقبال ص 156- 157 مرتبہ محمود نظامی ناشر اشاعت منزل بل روڈ لاہور طبع ثانی اپریل 1949ء)

بقیہ صفحہ 4

تعمیل کرنے کے لئے حاضر ہوں گے۔ صرف خلیفہ قادیان کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے ایسے مریدوں نے جن کے دستر خوان پر درجنوں کھانے ہوتے تھے اپنے خلیفہ کے حکم کے ماتحت اپنے رویہ میں فوری تبدیلی کرلی ہے۔ آج کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ کوئی احمدی اپنے خلیفہ کے اس آرڈر کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔

2- خلیفہ کا حکم ہے کہ تین سال تک نئے زیور نہ بنوائے جائیں۔ بلا ضرورت کپڑا نہ خریدا جائے۔ عورتیں اپنے کپڑوں میں گوٹا۔ لیس فیتہ یا جھالر وغیرہ کا استعمال ترک کردیں۔ حیرت ہے کہ اس حکم کے صادر ہوتے ہی تمام احمدی مرد اور عورتیں ہمہ تن گوش ہو جاتی ہیں اور اپنے خلیفہ کے اس اشارہ پر ان تمام چیزوں کو ترک کر دیتی ہیں۔

یہ اتنی بڑی قربانی ہے کہ اس کے نتیجہ میں لازماً یہ گروہ ہندوستان میں سب جماعتوں پر سبقت لے جاوے گا۔ جو لوگ جذبات پر قابو پانے اور جائز خواہشات کو بھی ترک کرنے پر قادر ہو سکتے ہیں وہ کبھی ناجائز خواہش کا شکار نہیں ہو سکتے اور ظاہر ہے کہ خواہشات کی پیروی ہی انسان کے تنزل کا ذریعہ ہوتی ہیں۔ پس احمدی اس بارہ میں بھی ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔

ترک خواہشات کی سپرٹ ان کے خلیفہ نے جس تدبر اور دانائی سے ان کے اندر پھونک دی ہے وہ قابل صد ہزار تحسین و آفرین ہے اور ہندوستان میں آج صرف ایک خلیفہ قادیان ہی ہے جو سربلند کر کے یہ کہہ سکتا ہے کہ اس کے لاکھوں مرید ایسے ہیں جو اس کے حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہیں اور احمدی نہایت فخر سے کہتے ہیں۔ کہ ان کا خلیفہ ایک نہایت معاملہ فہم۔ دور اندیش اور ہمدرد بزرگ ہے۔ جس نے کم از کم ان کی دنیوی زندگی کو بہشتی زندگی بنا دیا ہے اور اس کے عالیشان مشوروں پر عمل کرنے سے دنیا کی زندگی عزت و آبرو سے کٹ سکتی ہے۔

(سیر قادیان ص 17 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم)

بقیہ صفحہ 5

چھاپے گئے تھے اور انہیں سڈنی ویوز (Sydney Views) کا نام دیا گیا تھا۔

ان ڈاک ٹکٹوں کو برطانوی ڈاک ٹکٹوں کی طرز پر چھاپا گیا تھا۔ فرق بس اتنا تھا کہ درمیانی دائرے میں ملکہ برطانیہ کی شبیہ کی بجائے Botany bay کا منظر دکھایا گیا تھا۔

(ماخوذ از 366 دن)

قطب الدین ایبک

○ قطب الدین ایبک دہلی کے خاندان غلاماں کا بانی تھا۔ وہ نسلاً ایک ترک تھا لیکن بچپن میں ہی کسی نے اسے غلام بنا کر نیشاپور کے قاضی فخرالدین عبدالعزیز کے پاس فروخت کر دیا۔ لیکن قاضی صاحب نے اس کی پرورش اور تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی قاضی صاحب کی وفات کے بعد وہ اسی طرح فروخت ہوتا رہا اور آخر کار سلطان شہاب الدین غوری کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے اپنے اوصاف و محاسن کا سکہ سلطان پر بٹھا کر قرب حاصل کر لیا اور شہاب الدین کی افواج میں شامل ہو کر بہت ساری فتوحات حاصل کیں۔ حتیٰ کہ بادشاہ اس کی قابلیت اور کارکردگی سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے اسے اپنا فرزند بنا لیا۔ اور سلطان شہاب الدین غوری کی وفات پر اس نے اپنی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔

قطب الدین ایبک نہ صرف جنگی فنون اور امور سلطنت کا ماہر تھا بلکہ خود بڑا علم پرور اور عالموں کا قدردان تھا۔ اس کے علاوہ فیاضی اور داد و دہش بھی اس کی طبیعت کا حصہ تھیں۔ 26- جون 1206ء کو تخت نشین ہوا نومبر 1210ء میں لاہور میں چوگان P010 کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گر کر راہی ملک عدم ہوا۔ اور انارکلی بازار لاہور کے قریب ایک گمنام سے کوچے میں مدفون ہوا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

ماہر Psychiatrist

امراض ذہن کی آمد

○ مکرم ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب Psychiatrist ماہر امراض ذہن راولپنڈی فضل عمر ہسپتال میں مورخہ 99-8-29 بروز اتوار مریضوں کا معائنہ و علاج کریں گے۔ ضرورت مند مریض ہسپتال ہذا کے پرچی روم سے پرچی بنوا کر وقت حاصل کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ)

سانحہ ارتحال

○ مکرم فرید احمد نوید صاحب استاد جامعہ احمدیہ کی نانی جان محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم حکیم سردار محمد صاحب (مرحوم) آف ڈگری سندھ 11۔ اگست 1999ء کو ہائیڈل برگ جرمنی میں وفات پا گئی ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اس لئے جنازہ ربوہ لایا گیا اور 16۔ اگست کو بعد نماز عصر بیت مبارک میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔

جس کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحومہ مکرم چوہدری اقبال احمد صاحب آف حیدر آباد، مکرم نعیم احمد صاحب اور ڈاکٹر وسیم احمد صاحب آف جرمنی کی والدہ اور مکرم حیدر علی ظفر صاحب مربی انچارج جرمنی کی خوشدامن تھیں۔ احباب کی خدمت میں مرحومہ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

○ مکرم محمد احمد ظفر کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ لکھتے ہیں کہ خاکسار کے چھوٹے بھائی محمد منور ظفر حال ٹورانٹو کینیڈا کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے شادی کے چھ سال بعد پہلے بیٹے سے 31۔ جولائی 99ء کو نوازا ہے۔ نومولود کا نام محمد فاران ظفر تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم ماسٹر محمد عیسیٰ ظفر صاحب مرحوم آف احمد نگر نزد ربوہ کا پوتا اور مکرم ملک سلطان محمود صاحب سابق صدر محلہ دارالیمن وسطی ربوہ کا نواسہ ہے۔ احباب سے نومولود کے خادم دین بننے اور عزیز و اقارب کے لئے قرۃ العین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

درخواست دعا

○ مکرم بشیر احمد چٹھہ صاحب 184/L-R عرصہ تین سال سے بیمار ہیں۔ درخواست دعا ہے۔

○ محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ نصرت آباد سندھ عرصہ دو سال سے پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ جس کی وجہ سے ذہنی توازن بھی درست نہیں رہا۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔

لنگویج انسٹی ٹیوٹ

○ موسم گرم کی تعطیلات کے بعد لینگویج انسٹی ٹیوٹ واقفین نو بیت نصرت دارالرحمت وسطی ربوہ مورخہ 99-8-28 بروز ہفتہ بوقت ساڑھے پانچ بجے شام دوبارہ کھلے گا۔ واقفین نو کے والدین سے التماس ہے کہ وہ وقت مقررہ پر بچوں کو ادارہ میں بھجوائیں۔

لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کے زیر نگرانی قائم اس ادارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خواہش کے مطابق واقفین نو کو پانچ زبانیں یعنی عربی، جرمن، چینی، ڈچ اور فرانسیسی پڑھائی جاتی ہیں۔ ایسے واقفین نو جو ان زبانوں میں سے کسی ایک زبان میں تھوڑی بہت واقفیت اور دلچسپی رکھتے ہوں۔ اور وہ ادارہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں۔ وہ اپنے والد/ سرپرست کے ہمراہ مورخہ 99-8-28 بوقت ساڑھے پانچ بجے شام ادارہ میں بغرض انٹرویو تشریف لائیں۔ مزید معلومات ادارہ کے انچارج سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔"

(راجہ فاضل احمد
انچارج لینگویج انسٹی ٹیوٹ۔ ربوہ)

احمدیہ ٹیلی ویژن کے پروگرام

(پاکستانی وقت کے مطابق)

جمعہ 27۔ اگست 1999ء

12-40 a.m. تقریر۔ از حافظ صالح محمد صاحب جلسہ سالانہ۔ یو۔ کے 1994ء
1-00 a.m. کوئز۔ تاریخ احمدیت۔
1-45 a.m. ہومیو پیتھی کلاس۔
3-00 a.m. عربی زبان سیکھئے۔
3-20 a.m. اردو ادب کا احمدیہ دبستان۔
4-05 a.m. تلاوت۔ درس الحدیث۔ خبریں۔
4-45 a.m. چلڈرنز کارنر۔ ترتیل القرآن کلاس۔
5-05 a.m. لقاء مع العرب۔
6-10 a.m. تبرکات۔ تقریر۔ مولانا ابو العطاء صاحب۔
7-15 a.m. اردو کلاس۔
8-30 a.m. عربی زبان سیکھئے۔
8-50 a.m. ہومیو پیتھی کلاس۔
10-05 a.m. تلاوت۔ درس الحدیث۔ خبریں۔
10-45 a.m. چلڈرنز کارنر۔ ترتیل القرآن کلاس۔
11-05 a.m. کوئز۔ تاریخ احمدیت۔
11-40 a.m. سرائیکی سروس۔ خطبہ جمعہ 1-5-98
12-45 p.m. لقاء مع العرب۔
1-50 p.m. اردو کلاس۔
3-05 p.m. انڈونیشین سروس۔
3-25 p.m. بنگالی سروس۔
4-05 p.m. تلاوت۔ درس ملفوظات۔ خبریں۔
4-50 p.m. درود شریف۔
5-00 p.m. خطبہ جمعہ۔ 99-8-20 ناروے میں۔
6-05 p.m. ڈاکومنٹری۔ اونٹ کی کھال سے بننے والی مختلف اشیاء۔
6-20 p.m. فرانسیسی بولنے والے احباب سے ملاقات۔
7-20 p.m. خطبہ جمعہ۔ 99-8-2
8-25 p.m. چلڈرنز کارنر۔ از احمدیہ ٹیلی ویژن کینیڈا۔
8-55 p.m. جرمن سروس۔
10-05 p.m. تلاوت۔ سیرت النبی ﷺ
10-30 p.m. اردو کلاس۔
11-40 p.m. لقاء مع العرب۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

عالمی خبریں

عالمی ذرائع ابلاغ سے

واجپائی کو شرم آنی چاہئے

کانگرس کی سربراہ سونیا گاندھی نے کہا ہے کہ کارگل کی ناکامی کو کامیابی قرار دیتے ہوئے واجپائی کو شرم آنی چاہئے۔ انہوں نے کارگل کی جنگ کو واجپائی کی سب سے بڑی ناکامی قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ کارگل کا مسئلہ حکومت کی نااہلی کی وجہ سے پیدا ہوا۔

پاکستان کی موجودگی میں مذاکرات سے انکار

طالبان کے مخالف دھڑے شمالی اتحاد نے پاکستان کی موجودگی میں مذاکرات کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ پاکستان غیر جانبدار ملک نہیں وہ طالبان کے ساتھ جنگ میں شریک ہے۔ اور انہیں فوجی امداد بھی دیتا ہے۔ گزشتہ ہفتے یہ مذاکرات تاجکستان کے دارالحکومت دوشنبے میں ہوئے تھے۔ پاکستان کا وفد وزارت داخلہ کے اعلیٰ افسران پر مشتمل ہے۔

سری نگر میں بی جے پی کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ

مجاہدین آزادی نے سری نگر میں حکمران بی جے پی کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا پولیس نے زبردست جوابی فائرنگ کی مگر مجاہدین کوئی نقصان اٹھائے بغیر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ ہیڈ کوارٹر علاقہ بھگت میں قائم ہے اور پولیس کی بھاری نفری اس کی حفاظت پر مقرر ہے۔

اعلیٰ جرنیل بی جے پی سے مل گئے

بھارت کے الیکشن میں اعلیٰ جرنیلوں کی ایک بڑی تعداد بی جے پی کی حمایت کر رہی ہے۔ انہوں نے گزشتہ دنوں پارٹی کے ہیڈ کوارٹر کا دورہ کیا اور کارگل کے بارے میں بریفنگ دی۔

واجپائی کی کامیابی کے امکانات ہیں

غیر ملکی اخبارات نے ان اندازوں کا اظہار کیا ہے کہ بھارت کا حالیہ انتخاب بی جے پی جیت جائے گی۔ واجپائی کی جماعت تین سو سیٹیں جیت سکتی ہے۔ بھارتی ایوان زیریں کے کل ارکان کی تعداد 543 ہے جس کا مطلب ہے 272 سیٹیں رکھنے والی پارٹی حکومت بنا سکتی ہے۔

کرسمس وائرس کا حملہ

ماہرین نے ایک نئے کمپیوٹر وائرس کا پتہ لگایا ہے جس کو کرسمس وائرس کا نام دیا گیا ہے۔ یہ وائرس 25 دسمبر 1999ء کو کمپیوٹروں پر حملہ کرے گا اور ان کا تمام ڈیٹا غائب کر دے گا۔ یہ وائرس ان تمام کمپیوٹروں پر حملہ کرے گا جو ونڈوز 95' ونڈوز 98 یا ونڈوز این ٹی سسٹم کو آپریٹ کر رہے ہیں۔ یہ وائرس ای میل کے ذریعے دوسرے کمپیوٹروں کو بھی منتقل ہو سکتا ہے۔ اس سے بہت بھاری نقصانات کا خطرہ ہے۔

یورپ کا غریب ترین ملک

یوگوسلاویہ پر نیٹو کی بمباری سے 60۔ ارب ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔ اب یہ حالت ہے کہ یوگوسلاویہ یورپ کا غریب ترین ملک بن چکا ہے۔

اسامہ کو پکڑنے کے لئے سیٹلائٹ سسٹم

امریکہ کی حکومت نے اسامہ بن لادن پر نظر رکھنے اور اسے پکڑنے کے لئے افغانستان میں جدید ترین جاسوسی آلات نصب کر دیئے ہیں۔ 300 ملین ڈالر سے لگائے جانے والے اس جدید ترین جاسوسی نظام کو کمپیوٹروں کے ذریعے واچ کیا جا رہا ہے۔

ترکی کا زلزلہ حکومت کی ناکامی

ترکی کے زلزلہ زدگان کی تکالیف میں کوئی کمی نہیں آئی۔ یہ زلزلہ ترکی کے سیاسی اور انتظامی نظام کے دیوالیہ ہو جانے کا اعلان سمجھا جا رہا ہے۔ بی بی سی نے کہا ہے کہ لاکھوں افراد سردی اور بارش میں کھلے آسمان تلے راتیں گزار رہے ہیں۔ اور حکومت اور فوج پر غم و غصے کا اظہار کر رہے ہیں فوج نے ان شکایتوں کو مسترد کر دیا ہے زلزلے کی تباہی سے عوام میں پائی جانے والے شکایتوں پر اسلام پسند پارٹی فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ ادھر متاثرہ علاقوں میں شدید بارشوں سے امدادی کاموں میں مزید رکاوٹیں پیدا ہو گئی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملکی خبریں

قومی ذرائع ابلاغ سے

ربوہ : 25 اگست۔ گزشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 29 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 38 درجے سنٹی گریڈ
26-اگست۔ غروب آفتاب۔ 6-42
27-اگست۔ طلوع فجر۔ 4-12
27-اگست۔ طلوع آفتاب 5-38

ریلیوں سے کچھ نہیں ہو گا

وزیر اعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ اپوزیشن کی ریلیوں سے کچھ نہیں ہو گا۔ حکومت کے خلاف ریلیاں نکالنے والے ملک کو مضبوط اور مستحکم نہیں دیکھنا چاہتے۔ اپوزیشن کو پاکستان کا مفاد عزیز نہیں۔ ماضی کی عوامی حکومتوں کی طرح ہمارے خلاف بھی سازشیں ہوئیں مگر ہمیں گھر بھیجنے والے خود گھر چلے گئے۔ ہمیں ہٹانے کا خواب دیکھنے والے خوف کے مارے ملک سے باہر گھوم رہے ہیں اور وہیں سے جھنڈی ہلا کر جلسے جلوس کروا رہے ہیں۔ اب اگر بھارت نے ایک دھماکہ کیا تو ہم دو کریں گے۔ عوام میرے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہیں۔ عوام کو میری قیادت پر مکمل اعتماد ہے۔ وزیر اعظم نے یہ باتیں لسبیلہ میں خطاب کرتے ہوئے کہیں انہوں نے ٹیوب ویلوں کے بجلی کے فلیٹ ریٹ کا اعلان کیا۔ وزیر اعظم بدین میں سمندری سے متاثرہ گاؤں میں بھی گئے۔

مہنگائی میں اضافہ ہو گا

وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے اعتراف کیا ہے کہ سیلز ٹیکس کے نفاذ سے مہنگائی میں اڑھائی فیصد اضافہ ہو گا۔ اس سے حکومت کو ساڑھے سات ارب روپے ملیں گے۔ گیس کی قیمت میں اضافے سے گھریلو اور صنعتی صارفین پر اثر پڑے گا۔ کاسمیٹکس ' شیمپو' ٹوتھ پیسٹ اور صابن میں استعمال ہونے والا میٹرل مہنگا ہو جائے گا۔ البتہ ادویات کی قیمتوں میں اضافہ نہیں ہو گا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ پٹرولیم کی مصنوعات پر پندرہ فیصد سیلز ٹیکس سے اشیائے ضروریہ کی قیمتوں پر اثر نہیں پڑے گا۔ انہوں نے بتایا کہ عام دکانوں سے ملنے والے گوشت' دودھ' اور دہی پر سیلز ٹیکس لاگو نہیں ہو گا۔ قیمتوں میں بلا جواز اضافہ روکنے لئے اقدامات کریں گے۔

کھوسہ گورنری کے اہل نہیں

ملت پارٹی کے رہنما سردار جمال لغاری نے کہا ہے کہ کھوسہ گورنر بننے کے اہل نہیں۔ ان کی تقرری کو ہائی کورٹ میں چیلنج کروں گا۔ عام انتخابات سے قبل ہائی کورٹ کے فل بنچ نے قرضہ کی رقم معاف کرانے پر کھوسہ کو نا اہل قرار دیا تھا سپریم کورٹ میں زیر سماعت اپیل کے باوجود انہیں گورنر بنا دیا گیا انہوں نے ذوالفقار کھوسہ پر مزید الزامات بھی لگائے۔

رفسنجانی سے شجاعت کی ملاقات

ایران کے سابق صدر اور تشکیل مصلحت نظام کونسل کے سربراہ ہاشمی رفسنجانی سے وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے تہران میں ملاقات کی۔ رفسنجانی نے کہا کہ پاک ایران تعلقات بگاڑنے کی یہودی سازش کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ یہودی لابی اس کوشش میں ہے کہ پاک ایران تعلقات بگاڑ دے دونوں ملکوں خصوصاً پاکستانی حکام کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

میرے موقف سے کارکنوں کا فائدہ

ناراض مسلم لیگی رہنما میاں محمد اظہر نے کہا ہے کہ مجھے خوشی ہے کہ وزیر اعظم میرے حلقے کے کارکنوں سے ملاقات کر رہے ہیں اور کارکنوں کو کھانا کھلانے لگ گئے ہیں۔ میرے اصولی موقف کی وجہ سے کارکنوں کی عزت نفس بحال ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں سرکس کا نہیں حقیقی شیر ہوں سچ کہنے سے باز نہیں آؤں گا۔ میاں اظہر کی رہائش گاہ پر کارکنوں کا میلہ لگا رہا۔ ان کی رہائش گاہ کسی جلسہ کا منظر پیش کرتی رہی۔

گورنری نہ ملنے کا غم ہے

مسلم لیگ کے خواجہ ریاض نے کہا ہے کہ میاں اظہر کو گورنری نہ ملنے کا غم ہے وہ اس کا بدلہ مسلم لیگ سے لینا چاہتے ہیں وہ بنیادی طور پر پیپلز پارٹی کے آدمی ہیں۔

ملک ذاتی فیکٹری کی طرح

سابق وزیر اعظم اور پیپلز پارٹی کی سربراہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ملک کو ذاتی فیکٹری کی طرح چلایا جا رہا ہے۔ عوام کو سڑکوں پر نکلنا پڑے گا ورنہ نواز شریف مزید ٹیکس لگا دیں گے۔ اکتوبر میں ان کا نئے ٹیکس لگانے کا پروگرام ہے اس سے پہلے پہلے انہیں ہٹا دینا چاہئے۔ حکمران عوام پر ٹیکس لگانے کی بجائے رائے ونڈ کے محلات پر خزانہ سے رقم خرچ کرنا بند کر دیں انہوں نے سوال کیا کہ نخریہ ٹیکس فری بجٹ کہاں ہے۔ حکومت نے دو ماہ کے اندر ہی منظور شدہ بجٹ کی دھجیاں اڑا دیں۔ ہمارے اچھے کاموں پر پانی پھیر دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک بار پھر ملک کو مشکلات سے نکالوں گی۔

پاکستان میں سرمایہ کاری چاہتے ہیں

پاکستان میں امریکی سفیر ولیم بی میلام نے کہا ہے کہ ہم پاکستان میں سرمایہ کاری چاہتے ہیں گورنر سندھ نے کہا کہ ہم امریکی سرمایہ کاروں کا اعتماد بحال کریں گے گورنر نے کہا کہ تجارتی اور اقتصادی ترقی میں امریکہ ہمارا بڑا پارٹنر ہے۔ بڑی امریکی کمپنیوں کی موجودگی اس کا ثبوت ہے۔ گورنر کراچی میں منگل کے روز نمائش امریکہ 99ء کے افتتاح کے موقع پر خطاب کر رہے تھے۔

قرضے کے بدلے بجلی کمپنی

اپوزیشن کے رہنما رضا ربانی نے کہا ہے کہ حکومت قرضے کے بدلے میں کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن ڈائیوو کو دے رہی ہے۔ کراچی بجلی کمپنی کے اثاثے اڑھائی بلین ڈالر ہیں جبکہ ڈائیو کا کل قرضہ ایک بلین ڈالر بھی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ نادہندگان سے 160۔ ارب روپے وصول کرنے کی بجائے غریبوں پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔

پٹرول مہنگا نہیں ہو گا

وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے خوش خبری دی ہے کہ آئی ایم ایف سے معاملات طے پا گئے ہیں پٹرول مہنگا نہیں ہو گا۔ تاہم انہوں نے کہا کہ گیس کے گھریلو صارفین کو 60 روپے اضافی دینا ہوں گے۔ انہوں نے اس خبر کی تردید کی کہ ڈائیوو کو کراچی بجلی کمپنی دینے کی پیشکش کی گئی ہے

450 بیمار صنعتی یونٹوں کی نیلامی

وزیر اعظمؒ کی صدارت میں بینکوں کے سربراہوں کے اجلاس میں وصول نہ ہو سکنے والے بینک قرضوں اور بیمار صنعتی یونٹوں کی بحالی پر غور کیا گیا 450 بیمار صنعتی یونٹوں کی نیلامی کے لئے سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ ججوں کی خدمات حاصل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نیلامی اور قرضوں کی وصولی کے لئے قانون سازی کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔

چونگی ملازمین کو کھپانے کا حکم

حکومت پنجاب نے صوبے بھر کے چونگی ملازمین کو اپنے ہی متعلقہ بلدیاتی اداروں میں کھپانے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔

سندھ اسمبلی ٹوٹنے کا خدشہ

پیپلز پارٹی نے سندھ کے معطل شدہ وزیر اعلیٰ لیاقت جتوئی کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک جمع کروا دی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ سندھ اسمبلی کو ٹوٹنے سے بچایا جا سکے کیونکہ تحریک عدم اعتماد دائر ہونے کے بعد اسمبلی توڑی نہیں جا سکتی۔ ادھر معلوم ہوا ہے کہ حکومت نے سندھ اسمبلی کو توڑنے کے بارے میں اصولی رضامندی ظاہر کر دی ہے۔

ڈیرہ غازی خان ضمنی انتخاب

سردار ذوالفقار علی کھوسہ کے گورنر بننے کے بعد پنجاب اسمبلی کی جو سیٹ خالی ہوئی ہے اس پر الیکشن کے لئے سابق صدر لغاری اور گورنر کھوسہ کے بیٹے مقابلہ کریں گے۔

بورے والا میں دہشت گردی

بورے والا میں موٹر سائیکل سوار دہشت گردوں نے بس سٹاپ کے قریب اندھا دھند فائرنگ کر کے ایک شخص کو ہلاک اور دوسرے کو شدید زخمی کر دیا۔ آس پاس کھڑے لوگوں نے بھاگ کر جانیں بچائیں۔

نواز شریف کو کرکٹ کھیلنے سے روکا جائے

لاہور کا باغ جناح پبلک پارک ہے اس میں وزیر اعظم کو کرکٹ کھیلنے سے روکا جائے۔ لاہور ہائی کورٹ میں دائر کی گئی ایک رٹ میں کہا گیا ہے کہ وزیر اعظم آتے ہیں تو جناح پارک کو عوام کے لئے بند کر دیا جاتا ہے۔ جو عوام کے حقوق کی حق تلفی کے مترادف ہے۔

50-لاکھ ڈالر ہرجانہ دیا جائے گا

امریکہ چین کو 50-لاکھ ڈالر ہرجانہ ادا کرے گا۔ یہ ہرجانہ بلغراد میں چینی سفارت خانہ پر نیٹو کی غلطی سے بمباری کے عوضانہ کے طور پر دیا جائے گا۔

بجلی بند رہے گی

○ مورخہ 26۔ 28 اور 30۔ اگست کو ربوہ میں 7 تا 10 بجے صبح بجلی بند رہے گی۔

(واپڈا)

فرحت علی جیولرز اینڈ زری ہاؤس
یادگار روڈ ربوہ۔ فون 213158
پروپرائیٹرز: غلام سرور طاہر اینڈ سنز

ٹیوشن
کالج: انگلش
سکول: تمام مضامین
پروفیسر محمد اسلم سجاد
علوم شرقی ربوہ 212694 ☎

مکان برائے فوری فروخت
مالک کی ذاتی نگرانی میں تیار کردہ بالکل نیا مکان 14/31 دار العلوم شرقی - دو عدد کمرے ایک کشادہ کچن ایک عدد باتھ مکمل ایک کمرہ زیر تکمیل۔
رابطہ عبد الصمد خان طاہر.
1/5 دار الصدر غربی ربوہ فون نمبر 211541

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کے لئے
ہمارے ہاں تشریف لائیں
نسیم جیولرز
فون دوکان 212837۔ رہائش 212175۔ اقصیٰ روڈ ربوہ

زرعی اراضی برائے فروخت
4 یا 8 ایکٹر زرعی اراضی احمد نگر کے ساتھ برائے فروخت ہے۔ یہ اراضی پیلو وال صدیقہ' نزد جوس فیکٹری مین روڈ سے ایک پلاٹ چھوڑ کر واقع ہے۔
برائے رابطہ : ضیاء الحق انور
نشان رحمت۔ B-1/2 دار الصدر شمالی ربوہ فون 383